اور ناپسند کرتے ہیں۔

(۲) بچے کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے بعد اسے حسب ضرورت سزا دیں اور اسے سزا کا سبب بھی بیان کریں۔

(۳) اپنے بچے کی قصہ گوئی پر توجہ دیں اور اس میں سے حقیقت کو جھوٹ سے الگ کر کے واضح کریں اور کوشش کریں کہ بچے میں حقیقت اور خیال میں فرق کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

(۴) آپ خود اپنے بچوں کے لئے راست بازی کا عملی نمونہ پیش کریں۔ کبھی ایسا وعدہ نہ کریں جسے پورا نہ کرنا ہو۔

(۵) سچائی پر بچے کا شکریہ ادا کریں اور اس طرح اسے سچائی کی ترغیب دیں۔

(۶) بہت ساری مائیں لاشعوری طور پر اپنے بچوں کو جھوٹ بولنے پر مجبور کرتی ہیں۔ تو بچے کو دفاع میں یا احساس کمتری کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اسے یہ موقع حتی الامکان نہیں دینا چاہئے۔

(۷) بچہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، اس کے جھوٹ پر پسند کا اظہار نہ کریں۔ اس طرح کرنے والا خود اپنے بچے کا پاؤں پکڑ کر جھوٹ کی سیڑھی پر رکھتا ہے۔

(۸) میں محترم ماؤں اور باپوں کو یہ ضروری نوٹ کراتا ہوں کہ آپ اپنے بچوں کو بھرپور پیار دیں، انہیں بوسہ دیں، ان کے ساتھ تفریح منائیں، اور ان پر اپنی شفقت جتائیں، ان کے مسائل کے حل میں ان کے ساتھ تعاون کریں، نہ صرف ان کے دکھ درد میں شریک ہوں، بلکہ ان کے کھیلوں میں بھی خود دلچسپی ظاہر کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو اپنے اہل و عیال سے رحم و شفقت کرتے نہیں دیکھا"۔

(ماہنامہ "الرابطة" مکہ مکرمہ۔ جنوری 2000 صفحہ 34)

عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں

محمد شریف بلغاری

۷۔ نوجوان اپنے اندر قضاء وقدر کے عقیدے کو جاگزین کرلیں۔

نوجوانو! ایمان کے اساسی ارکان میں سے اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا بھی ہے، ہر مسلمان کیلئے اس رکن کو اپنے دل ودماغ میں راسخ کرنا بہت ضروری ہے، اور خاص کر داعی کیلئے نہایت لازمی ہے، داعی و مبلغ کا اس بات پر ایمان لانا '' کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے ''۔

اس کا معنی ومطلب یہ ہے کہ داعی صمیم قلب سے یہ اعتقاد رکھیں کہ موت وحیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، مشیّت الٰہی میں جو کچھ اسے لاحق ہونا لکھا ہوا ہو، وہ اس سے ٹل کر کہیں جانے والا نہیں۔ اور جو اس کی قسمت میں لکھا ہوا نہ ہو، تو اسے وہ ملنے والا نہیں۔ اگر پوری روئے زمین کی مخلوق اکٹھی ہو کر کسی کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے مقدر ومشیت کے بغیر اسے کوئی طاقت فائدہ پہنچا نہیں سکتی۔ اور اگر پوری امت جمع ہو کر اسے نقصان پہنچانا چاہے، تو تقدیر الٰہی کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ایک داعی کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسکے مد نظر رہے ﴿**قل لن يصيبنا إلا ما كتب الله لنا هو مولانا وعلى الله فليتوكل المؤمنون**o﴾(التوبة:٥١) '' کہہ دیجئے! ہمیں کوئی مصیبت پیش نہیں آسکتی، مگر جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھ دی ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے ''۔

اور صبح وشام داعی کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہونا چاہئے :﴿**وما كان لنفس أن تموت إلا بإذن الله كتابا مؤجلا**﴾(آل عمران:١٤٥) '' اور کوئی شخص نہیں مر سکتا جب تک اللہ کا حکم نہ ہو، اس نے موت مقرر وقت پر لکھ رکھی ہے ''۔

اسی بنیاد پر ہر داعی الی اللہ، مجاہد فی سبیل اللہ کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اندر صرف اللہ تعالیٰ کا خوف وڈر سمولیں، شجاعت وبہادری اور صبر وشکر کا زیور پہن لیں، آپ کی زبان پر بھی وہی الفاظ جاری رہنے چاہیں، جو حضرت علیؓ کی زبان پر جاری رہتے تھے، جب دشمنوں سے آمنا سامنا ہوتا، اور میدان قتال میں گھمسان کا رن پڑتا تو فرماتے :

أى يومين من الموت أفر — يوم لايقدر أم يوم قدر

يوم لايقدر لا أرهبه — ومن المقدور لاينجو الحذر

''دو دنوں میں سے کونسے دن میں موت سے بھاگوں ؟اس دن سے جس میں مشیت الٰہی نہیں، یا اس سے جس میں مشیت الٰہی ہے ؟ جس دن مشیت میں میری موت نہیں، پس اس دن سے میں ڈرتا نہیں، اور اس دن سے جس میں تقدیر الٰہی میں موت لکھی ہوئی ہو، بچ کے رہنے سے کوئی بچ نہیں سکتا''۔

نوجوانو! قضاء وقدر پر ایمان لانے کے معانی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر داعی سچے دل سے یہ ایمان رکھے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اللہ نے کسی کیلئے جو مال ودولت لکھ رکھا ہو، اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور جس کی قسمت میں رزق لکھا ہوا نہ ہو، اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور ہر مسلمان کے سامنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہونا چاہئے :﴿إن ربك يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر إنه كان بعباده خبيرا بصيراo﴾ (الإسراء:٣٠) ''(اے پیغمبر!) تیرا مالک جس کو چاہتا ہے، فراغت کیساتھ روزی دیتا ہے۔ اور (جسکو چاہتا ہے) تنگی سے (دیتا ہے) وہی اپنے بندوں کو خوب جانتا، دیکھتا ہے''

صبح وشام زبان پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہونا چاہئے﴿وفي السماء رزقكم وما توعدونo فورب السماء والأرض إنه لحق مثل ما أنكم تنطقونo﴾(الذاريات:٢٢۔٢٣)''اور آسمان میں تمہاری روزی ہے، اور جس چیز کا تم سے وعدہ ہے۔ تو آسمان اور زمین کے مالک کی قسم وہ (بہشت، دوزخ، قیامت وغیرہ) سچ ہیں (ان میں کوئی شبہ نہیں) جیسے تم بیان کر رہے ہو''۔

ان آیات کی روشنی میں داعی اور مبلغ کو چاہئے کہ ذلت ورسوائی سے اپنے نفس کو بچا کر رکھیں، کوئی چیز مانگنے میں الحاح نہ کریں، خواہشات نفسانی اور کنجوسی کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیں۔ ایثار وقربانی، عزت نفس اور انفاق فی سبیل اللہ جیسی صفات سے اپنے آپ کو مزین کریں۔ اپنے قول وعمل سے وہ نغمہ گائیں جو سلف امت کے جید فقیہ امام شافعیؒ نے گایا تھا، آپ اعلیٰ شان وعزت نفس اور قناعت کے راگ گاتے ہوئے فرماتے ہیں :

أنا إن عشت لست أعدم قوتا وإذا مت لست أعدم قبرا
همتي همة الملوك ونفسي نفس حر ترى المذلة كفرا
و إذا ما قنّعت بالقوت عمري فلماذا أخاف زيدا و عمرا

''اگر میں زندہ رہوں تو کھانے کے لقمہ سے محروم نہ ہونگا، اور اگر مر جاؤں تو قبر سے بھی محروم نہ ہونگا۔ عزم وہمت بادشاہوں جیسا ہے اور میری جان آزاد انسان کی جان ہے، جو ذلت کو کفر سمجھتا ہے۔ جب تک میں عمر بھر قناعت سے لقمہ معاش پر اکتفا کرتا ہوں تو میں فلاں اور فلاں سے کیوں ڈروں۔

اے مؤمن بھائیو! قضاء وقدر پر ایمان رکھنے کے معنی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے اسکی آزمائش کیلئے خوف، ڈر، بھوک وپیاس، بیماری، مال میں کمی، موت اور میووں میں کمی جیسی مشکلات ڈال دے تو اسے مشیت الٰہی سمجھتے ہوئے خندہ پیشانی سے صبر کا دامن تھامے رکھیں اور رضا بتقدیر الٰہی کا نمونہ پیش کریں، اور یہ پختہ ایمان رکھیں کہ مصیبت کو ٹالنے والا اور نعمتوں وآسائشوں کا عطا کرنے والا صرف ذات الٰہی جل جلالہ ہی ہے، اور اپنے سامنے اللہ تعالی کا یہ ارشاد رکھنا چاہئے ﴿ولنبلونكم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الأموال والأنفس والثمرات وبشر الصابرين ٥ الذين إذا أصابتهم مصيبة قالوا إنا لله وإنا إليه راجعون ٥﴾ (البقرة:١٥٥۔١٥٦) "اور ہم ضرور تم کو کچھ ڈر، کچھ بھوک، کچھ مال، کچھ جانوں، کچھ پھلوں کے نقصانات سے آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجئے، انکو جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے، تو کہتے ہیں "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔

ہر داعی ومبلغ کیلئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو نفسانی وسوسوں اور ڈراؤنے افکار وخیالات سے بچا کر رکھے، اور آزمائشوں پر ہمت نہ ہارے، بلکہ مضبوط ہمت کے زیور سے مزین ہو کر آمدہ مشکلات وخطرات کو قضائے الٰہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے سامنا کرے، اور اگر رات گزارے تو مطمئن طبیعت، وپر سکون خیالات واحساسات کے ساتھ رات گزارے، اور وہی کہے جو طغرائی نے اپنے قصیدہ لامیہ میں کہا تھا:

حب السلامة يثني هم صاحبه عن المعالي ويغرى المرء بالكسل
فإن جنحت إليه فاتخذ نفقا في الأرض أو سلما في الجو فاعتزل

"سلامت پسندی انسان کی ہمت کو اعلی رتبوں کے حصول سے پھیر دیتی ہے، اور سستی وکاہلی انسان کو دھوکہ میں رکھتی ہے۔ اگر تو اس صفت مذمومہ کی طرف مائل ہو (لیکن اس کے انجام بد سے بچنا چاہتے ہو) تو زمین میں سرنگ کھود کر یا سیڑھی سے فضا میں چڑھ کر اس کے انجام سے الگ تھلگ رہو"۔ یا شاعر کے اس شعر کو گنگنائیے:

دع المقادير تجرى فى أعنتها ولا تبيتن إلا خالى البال

"تقدیروں کو اپنی دشواریوں کے ساتھ ہی چلنے دو، اور تو صرف آسودہ حال ہو کر ہی رات گزارو"۔

جو لوگ فرائض دعوت کی ادائیگی سے بہانے گاڑ کر اپنے نفس کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلا میں کمزور ہوں، اہل وعیال والا ہوں، مالی تنگی دامن گیر ہے، اعلاء کلمہ حق سے اور تبلیغ دین سے لوگ تنگی وتکلیف

محسوس کرتے ہیں..... وغیرہ۔

ہم ایسے لوگوں سے کہیں گے کہ اسلام کی حقیقت وبنیاد توحید ایمان باللہ، قضاء وقدر پر راضی رہنے، پیش آمدہ مصائب وآلام کو خندہ پیشانی سے تسلیم کرنے پر رکھی گئی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیاوی مال ودولت اور معاش زندگی سے محبت کی وجہ سے مشکلات وتکالیف کی باتیں کرتے ہیں، یہ بزدل لوگوں کی سوچ ہے، جنہوں نے ایمان کا مزہ بالکل نہیں چکھا، اس نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ اللہ تعالی ہی مالدار ومفلس کرنے والا ہے، وہی فیصلہ کرنے والا وہی تقدیر بنانے والا ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

اے وہ لوگو جو مال ودولت کے ختم ہونے سے ڈرتے ہیں! ذرا اس مؤمنہ صابرہ کا واقعہ تو پڑھ لیجئے، جو اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ اور اسلام کی محبت میں پلی، بڑھی، انکے درخشندہ موقف سے ذرا سبق تو لیجئے!!!!

جب اس مؤمنہ کا خاوند جہاد کیلئے نکلا تو ان کے غم وفکر کو مزید سلگانیکیلئے اور انکے جذبات واحساسات کو مزید بڑھانے کیلئے ایک شخص نے آکر کہا: اے مسکین ماں! اگر اللہ تعالی نے تیرے خاوند کیلئے شہادت لکھ رکھی ہو تو تیرے بچوں کے اخراجات کون اٹھائے گا؟ یہ باتیں سن کر اس مؤمنہ عورت نے کمال اطمینان اور ایمان ویقین سے کہا: (إني أعرف زوجي أكالا ولم أعرفه رزاقا فإذا مات الأكال بقي الرزاق) ''میں اپنے خاوند کو بہت کھانے والا جانتی ہوں، اسکو کبھی رزاق کے طور پر نہیں جانا، جب کھانے والا مر جائیگا تو رزق دینے والا باقی رہے گا''۔

اے لوگو جو مصیبت سے گھبرا جاتے ہیں، ذرا حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے فرمان پر دھیان تو کیجئے، انکی پختہ ایمانی تو دیکھئے، قضائے الہی پر سر تسلیم خم کرنے کا اعلی نمونہ تو ملاحظہ کیجئے، جب جنگ قادسیہ میں انکے چار بیٹوں کی شہادت کی خبر ان تک پہونچتی ہے تو کیا کہتی ہے: (الحمد لله الذي شرفني بقتلهم، وأرجو من الله أن يجمعني وإياهم في مقر رحمته يوم القيامة) ''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالی کیلئے ہے، جس نے ان کی موت (شہادت) سے مجھے شرف بخشا، میں اللہ سے امید رکھتی ہوں کہ مجھے ان کے ساتھ قیامت کے دن اپنے رحمت کے ٹھکانے (جنت) میں اکٹھا کرینگے''۔

اے موت اور جنگ سے خوف کھانے والو! زندہ رہنے کی تمنا رکھنے والو! ذرا خالد بن ولید کے فرمان کو تو دیکھو:

(إني حضرت مائة حرب أو زهاء ها وما في بدني موضع شبر إلا وفيه ضربة سيف، أو طعنة رمح، أو رمية سهم، أهكذا أموت على فراشي كما يموت البعير!؟ فلا نامت أعين الجبناء)، ''میں تقریبا سو جنگوں میں شریک ہوا ہوں، اور میرے جسم میں ایک بالشت برابر ایسا حصہ نہیں ہے

جہاں تلوار کی ضرب نہ لگی ہو، یا نیزہ نہ چبھا ہو، یا تیر نہ لگی ہو، کیا اونٹ کی مانند میں اپنے بستر ے میں مرونگا؟ بزدلوں کی آنکھوں میں نیند نہ آئے''۔

اے نوجوانو! کیا جانتے ہو اللہ تعالی کا طریقہ جو انبیاء، مصلحین اور مبلغین اسلام کے ساتھ رہا ہے، دعوت و تبلیغ کے راستے میں انہیں مختلف قسم کی آزمائشیں و مصائب آئے، دشمنوں کے مکر و فریب کے شکار ہوئے، جب حق و باطل کا آمنا سامنا ہوتا ہے تو یہی طریقہ رہا ہے، جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا﴿**الم o أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا امنا وهم لايفتنونoولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا وليعلمن الكاذبينo**﴾(العنکبوت:۱۔۳)''کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (زبان سے) ہم کہہ دینگے ایمان لائے تو چھوڑ دیئے جائینگے اور انکی جانچ نہ ہوگی؟ اور ہم ان سے پہلے کے (ایماندار) لوگوں کو آزما چکے ہیں۔ پس ضرور بہ ضرور اللہ تعالی راست بازوں اور دروغ گو لوگوں کو پہچان لینگے''۔

نیز فرمایا﴿**أم حسبتم أن تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا حتى يقول الرسول والذين امنوا معه متى نصر الله ألا إن نصر الله قريبo**﴾(البقرة:۲۱٤)''مسلمانو! کیا تم سمجھتے ہو کہ تکلیف اٹھائے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، جبکہ ابھی تک تو تمہاری وہ حالت نہیں ہوئی جو اگلے لوگوں کی ہوئی تھی، ان پر مصیبت اور تکلیف آ گئی (یعنی مفلسی اور بیماری نے گھیر لی) اور اس درجہ تک جھنجھوڑ دیئے گئے کہ خود پیغمبر اور انکے مؤمن ساتھی (گھبرا کر) بول اٹھے ''اللہ کی مدد کب آئیگی''!؟ سن لو اللہ کی مدد نزدیک ہے''۔

ارشاد باری تعالی ہے﴿**فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم من ذكر أو أنثى بعضكم من بعض فالذين هاجروا وأخرجوا من ديارهم واوذوا في سبيلي وقاتلوا وقتلوا لأكفرن عنهم سيئآتهم ولأدخلنهم جنات تجري من تحتها الأنهار**﴾(آل عمران:۱۹۵)''اللہ کریم نے انکی دعا اس طرح قبول کی (فرمایا) میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا (نیک) عمل ضائع نہیں کرونگا مرد ہو یا عورت۔ پھر جن لوگوں نے ہجرت کی، جو اپنے گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ستائے گئے، جنہوں نے جہاد کی، شہادت سے ہمکنار ہوئے، یقیناً میں انکے گناہوں کو مٹادونگا اور انکو ایسے باغوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔

عن سعد بن ابی وقاص :قلنا یارسول الله:أی الناس أشد بلاءً ؟ قال:الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل